مولانا شہاب الدین ندوی

قرآن حکیم اور نظام کائنات

فطرت وشریعت میں کامل موافقت کا حیرت انگیز نظارہ

قرآن تاریخ یا فلسفہ یا سائنس کی کتاب نہیں ہے، مگر اس کے باوجود اس میں تاریخ بھی ہے اور فلسفہ وسائنس بھی۔ یہ اور بات ہے کہ ان علوم وفنون میں اُس کا انداز بیان تاریخی یا فلسفیانہ یا سائنسی نہیں، بلکہ اُس کا بنیادی نقطۂ نظر عبرت وبصیرت کا حصول ہے۔ یعنی انسان کو ان علوم وفنون میں ودیعت شدہ اسباق وبصائر کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے جو اُسے خدا پرستی کی طرف لے جانے والے اور بغاوت وسرکشی سے باز رکھنے والے ہوں، یہ بھی قرآن حکیم کی ہدایت ورہنمائی ہی کا ایک پہلو ہے جو انسان کی عقلی و فکری حیثیت سے صحیح رہنمائی کے لیے ضروری ہے۔ چنانچہ کتاب الٰہی جس طرح شرعی اعتبار سے ایک ضابطۂ حیات ہے اسی طرح وہ فکری ونظریاتی اعتبار سے بھی انسان کے لیے ہادی ورہنما ہے جو انسان کو فکر ونظر کی وادیوں میں بھٹکنے سے بچاتی ہے۔ اس طرح وہ ہر اعتبار سے ایک کامل اور رہنما کتاب ہے جو اُس کے من جانب اللہ ہونے کی بھی ایک قوی اور معقول دلیل ہے۔

صحیفۂ فطرت کے اشارے

قرآن حکیم چونکہ قیامت تک ہر دور کے لیے ایک رہنما کتاب ہے اس لیے اس میں ہر دور کی ذہنیت کے مطابق خدا پرستی کے دلائل سمودیئے گئے ہیں۔ چنانچہ اس میں عقلی ومنطقی دلائل بھی مذکور ہیں اور موجودہ دور کی رعایت سے علمی وسائنسی دلائل بھی، جن کو قرآن کی اصطلاح میں "آیات" کہا گیا ہے۔ یعنی نظام فطرت کی وہ نشانیاں یا اشارات (NATURAL SIGNS) جو انسان کی عبرت وبصیرت کے لیے مظاہر فطرت میں خالق ارض وسما کی جانب سے ودیعت کردیئے گئے ہیں، تاکہ وہ نظام کائنات کی تحقیق وتفتیش کے دوران کھل کر سامنے آسکیں اور انسان کو متنبہ اور خبردار کرسکیں۔ اس حیثیت سے مظاہر فطرت اور اُن کے نظامات انسان کے لیے نشانہائے راہ کی حیثیت رکھتے ہیں تاکہ وہ صحیح رُخ پر اپنی زندگی کا سفر کرسکے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں جگہ جگہ انسان کو زمین، آسمان، چاند، ستارے، دریا،

پہاڑ، نباتات، جمادات، حیوانات اور دنیا کی ہر چیز اور ہر مظہر فطرت میں غور و فکر کرنے اور ان کے نظاموں میں ودیعت شدہ اسباق و بصائر کا علمی و عقلی نقطۂ نظر سے کھوج لگانے کی دعوت دی گئی ہے بلکہ جگہ جگہ اسے جھنجوڑا گیا ہے کہ وہ فطرت (NATURE) کے نظاموں سے حاصل ہونے والے منطقی نتائج سے اعراض نہ کرے جو ایک خلاق اور برتر ہستی کی موجودگی کا اتہ پتہ بتا رہے ہیں اور ایک عظیم ترین منتظم و کارساز کے وجود کی خبر دے رہے ہیں۔ مثال کے طور پر وہ کہتا ہے۔

وَفِی الْاَرْضِ ...... اور یقین کرنے والوں کے لیے زمین میں بہت سی نشانیاں (نظام فطرت کے دلائل) موجود ہیں اور خود تمہارے انفس (جسمانی نظاموں) میں بھی۔ تو کیا تم کو نظر نہیں آتا (کہ یہ حیرت انگیز نظامات بغیر کسی خالق و مدبر کے کسی طرح جاری و ساری رہ سکتے ہیں؟)

(ذاریات: ۲۰-۲۱)

اِنَّ فِی اخْتِلَافِ .... رات اور دن کے اختلاف میں اور زمین و اجرام سماوی میں اللہ نے جو چیزیں پیدا کر رکھی ہیں ان (سب) میں ڈرنے والوں کے لیے (خدا کے وجود اور اس کی وحدانیت کی) نشانیاں (نشانہائے فطرت) موجود ہیں (یونس: ۶

وَفِی خَلْقِکُمْ .... تمہاری تخلیق میں اور جو کچھ اس نے (کرۂ ارض پر) جاندار پھیلا رکھے ہیں ان (سب) میں یقین کرنے والوں کے لیے نشانیاں (طبیعی و حیاتیاتی دلائل) رکھ دیئے گئے ہیں۔ (جاثیہ: ۴)

ان تمام مقامات میں لفظ "آیات" استعمال کیا گیا ہے جو "آیت" کی جمع ہے۔ اور اس سے مراد وہ علامات قدرت ہیں جو صحیفۂ فطرت میں اس طرح سمو دیئے گئے ہیں کہ جب کبھی مظاہر فطرت (مادی اشیاء) اور ان کے نظاموں میں تحقیق و تفتیش کی جاتی ہے تو وہ منطقی دلائل و براہین کے روپ میں ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ جو خدا کی وحدانیت اور اس کی قدرت و ربوبیت کا اثبات کرنے والے ہوتے ہیں گویا کہ یہ صحیفۂ کائنات ایک کھلی کتاب ہے جس میں ایک خلاق اور برتر ہستی کے نقوش ثبت کر دیئے گئے ہیں۔

دین الٰہی کی تین بنیادیں

ہدایت کا مفہوم فکری و شرعی حیثیت سے انسان کی صحیح رہنمائی یا خدا پرستانہ زندگی کی تفصیل ہے۔ اور اس کی تین اہم ترین بنیادیں ہیں جن پر دین الٰہی کی تعمیر ہوتی ہے۔ اور وہ ہیں توحید، رسالت اور یوم آخرت۔ یہ اسلام کے عقائد کا خلاصہ یا اس کی اساسیات ہیں، جو تمام انبیائے کرام کی دعوت کا لب لباب ہے۔ توحید، رسالت اور

یوم آخرت کے تصورات چونکہ خدا پرستی کے اہم ترین ستون ہیں، جن کو ثابت کیے بغیر خدا پرستی کا اثبات نہیں ہوتا، اس لیے ان حقیقتوں کو ثابت کرنے کے لیے قرآن میں عقلی و منطقی اور سائنٹفک ہر قسم کے دلائل بیان کیے گئے ہیں۔

قرآن مجید چونکہ قیامت تک تمام ادوار کے لیے ایک دائمی صحیفۂ ہدایت ہے اس لئے اس میں ہر دور کی ذہنیت کے لحاظ سے علمی و سائنٹفک دلائل رکھ دیئے گئے ہیں، تاکہ توحید، رسالت اور دوبارہ جی اٹھنے کے تعلق سے جو بھی شکوک و شبہات انسان کے ذہن و دماغ میں پیدا ہوں اُن کا معقول اور تسلی بخش جواب دیا جا سکے۔ گویا کہ اسے مستقبل کے علوم و مسائل کے تعلق سے کیل کانٹے سے پوری طرح لیس کر دیا گیا ہے، تاکہ وہ پوری نوع انسانی کی رہنمائی کا باعث بن سکے۔ اسی بنا پر اس میں تکوینی (نیچرل) علوم و مسائل کا بھی تذکرہ موجود ہے، جس کی عصر جدید میں بڑی اہمیت ہے اور اس اعتبار سے فطرت و شریعت میں کسی قسم کا تعارض و تضاد نہیں ہے۔ بلکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے ہمنوا ہیں قرآن حکیم نظام کائنات سے بحث و استدلال کر کے انسان پر حجت قائم کرتا ہے جو اُس کے کامل ضابطۂ حیات ہونے کی بھی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ ورنہ دیگر مذاہب کے صحیفے اس قسم کے طرز فکر اور طرز استدلال سے بالکل خالی ہیں۔

فطرت و شریعت میں مطابقت

غرض اللہ تعالےٰ نے اس کائنات میں دو قسم کے قوانین جاری کیے ہیں۔ ایک دینی و شرعی اور دوسرے طبیعی و فطری۔ قرآن اصلاً شرعی قوانین کی کتاب ہے مگر ضمناً اس میں کائناتی حقائق سے بھی بحث کی گئی ہے مگر اس سلسلے میں خلّاق فطرت کی عجیب و غریب منصوبہ بندی یہ ہے کہ طبیعی [illegible]) قوانین کی تحقیق خود انسان کر کے شرعی قوانین کی تصدیق و تائید کرتا ہے۔

اس موقع پر یہ حقیقت پیش نظر رہنی چاہیئے کہ جس طرح خالق کائنات نے انسان کے لیے ایک شرعی ضابطہ مقرر کیا ہے بالکل اسی طرح اُس نے اس کائنات کا بھی ایک طبیعی نظام بنا رکھا ہے اور اس کے اصول و ضوابط پہلے ہی سے مقرر کر رکھے ہیں۔ جیسا کہ حسب ذیل آیات سے ظاہر ہوتا ہے

وَخَلَقَ كُلَّ ...... اور اس نے (کائنات کی) ہر چیز پیدا کی پھر اُس کا ایک (طبیعی) ضابطہ مقرر کیا۔ (فرقان: ۲)

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ .... ہم نے ہر چیز یقیناً ایک منصوبے کے ساتھ بنائی ہے۔ (قمر ۴۹)

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ .... وہ آسمان سے زمین تک (ہر) معاملہ کی تدبیر کرتا رہتا ہے (سجدہ: ۵)

اس اعتبار سے انسان جیسے جیسے اپنے علم وتحقیق کے ذریعہ آگے بڑھتا اور کائنات کے حقائق کی کھوج کرتا ہے، ویسے ویسے خدائی کمالات (اسرار فطرت) اُس پر منکشف ہوتے جاتے ہیں، جو خلّاق فطرت کے مقرر کیے ہوتے ضوابط کی تصدیق وتائید کرتے ہیں اور اس طرح فطرت وشریعت میں کامل توافق وہم آہنگی نظر آتی ہے۔ واضح رہے سائنس صرف قدرت کے بھیدوں یا "اسرار ربوبیت" کو دریافت کرتی ہے، کسی چیز کو حقیقتاً "پیدا" نہیں کرتی۔ اس کائنات کا خالق صرف ایک ہی ہستی ہے جس نے اسے نہائت درجہ باضابطہ بنایا ہے۔ اور اصول فطرت جب کبھی منظر عام پر آتے ہیں تو کتاب اللہ کا چہرہ بھی روشن ہوجاتا ہے، جس میں کائنات کے اہم اور بنیادی اصول بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اسی بنا پر ارشاد ہے

قُلْ اَنْزَلَهُ ...... کہدو کہ اس کتاب کو اُس نے اُتارا ہے جو ارض وسماوات کے (تمام) بھیدوں سے واقف ہے۔ (فرقان: ٦)

اَلَّا يَسْجُدُوْا ...... کیا یہ لوگ اُس برتر ہستی کے سامنے سجدہ ریز نہیں ہوں گے جو ارض وسماوات کی پوشیدہ چیزوں کو منظر عام پر لاتا ہے؟ (نمل: ۲۵)

قرآنی دعووں کی تصدیق

یہ ہے قرآن اور سائنس کے تعلق کی صحیح نوعیت کہ سائنسی علوم ومعارف کے ذریعہ (جو تحقیقات جدیدہ کی رُو سے منظر عام پر آتے ہیں) قرآنی دعووں کی تصدیق وتائید مقصود ہے، چنانچہ قرآن نے جو بھی دعوے کیے ہیں اُن کی تصدیق نظام فطرت، میں موجود ہے۔ اسی بنا پر کتاب اللہ میں سینکڑوں مقامات پر صحیفہ فطرت (نیچر) کے مطالعہ پر ابھارتے ہوئے مظاہر کائنات (مادی اشیاء) میں غور وفکر کرنے اور ان میں کارفرما طبیعی، کیمیائی اور حیاتیاتی نظاموں کا مطالعہ کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ اور سینکڑوں مقامات میں مختلف مظاہر (اشیائے کائنات) سے خدائے تعالیٰ کی وحدانیت، اُس کی خلّاقیت اور اُس کی ربوبیت والوہیت پر استدلال کیا گیا ہے مثال کے طور پر۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ ...... اور اُس کی نشانیوں (نظام فطرت کے دلائل) میں سے ہے یہ بات کہ اُس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر تم (کامل) انسان بن کر (زمین پر) منتشر ہو رہے ہو۔ (روم: ۲۰)

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ ...... اور اُس کی نشانیوں (علامات ربوبیت) میں سے ہے اجرام سماوی اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا مختلف ہونا۔ یقیناً اس باب میں علم والوں کے لیے نشانیاں (اسباق وبصائر) موجود ہیں۔ (روم: ۲۲)

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ ...... اور اُس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ہے اجرام سماوی اور زمین کا

پیدا کرنا اور ان دونوں (سلسلوں) میں جانداروں کا پھیلا دینا۔ (شوریٰ: ۲۹)

چنانچہ آپ اس مادی کائنات اور اس کے عجائبات میں جس حیثیت سے بھی غور و خوض کیجئے آپ کو ہر جگہ اور ہر چیز میں وجود باری اور اس کی پُر جلال ہستی کی کار فرمائیاں نظر آئیں گی جو اس کی خلاقیت و ربوبیت کا نشان دے رہی ہوں گی۔ خواہ آپ اجرام سماوی کا مطالعہ کریں یا ایک ننھے سے ایٹم کا سینہ چیر کر دیکھیں انسانی اجسام اور ان کی رنگتوں کے اختلاف کا جائزہ لیں یا حیوانی و نباتاتی نظاموں کا مشاہدہ کریں، جمادات پر نظر ڈالیں یا کرۂ فضائی میں کار فرما ربوبیت کی کارگزاریوں کو دیکھیں۔ غرض طبیعی، کیمیائی، حیاتیاتی، ارضیاتی اور سماواتی کسی بھی نقطۂ نظر سے آپ اس کائنات میں جاری مادی نظاموں کا مطالعہ و مشاہدہ کیجئے ہر جگہ آپ کو نظم و ضبط، اعلیٰ درجے کی صناعی، فنی مہارت و کاریگری اور حیرتناک قسم کے ضوابط سے لیس ایک نفیس و بے داغ نظام نظر آئے گا جو انسانی عقل و دانش کے لیے مبہوت کن ہے۔ اور یہ نفیس و بے داغ نظام ایک اعلیٰ درجے کے انجینیر اور ایک اعلیٰ درجے کے مدبر و منتظم کے وجود کی خبر دے رہا ہے، جس کے بغیر یہ محیّر العقول کائنات اپنے یکساں ضوابط کے ساتھ رواں دواں نہیں رہ سکتی اور جسے تسلیم کیے بغیر ان مادی مظاہر کی معقول توجیہہ نہیں ہو سکتی۔

غرض یہ عجائباتِ قدرت درحقیقت "معجزات ربوبیت" ہیں جو انسان کی عبرت و بصیرت اور اس کی سبق آوری کے لیے اس کے چاروں طرف بکھیر دیئے گئے ہیں، تاکہ وہ ایک خلاق اور پُر جلال ہستی کے وجود کا اعتراف کر سکے جو اس کا خالق و مالک اور رب و الٰہ ہے اور اسی کے پاس اس کو لوٹ کر جانا ہے اس اعتبار سے قرآن اور سائنس میں کوئی تصادم یا جھگڑا نہیں ہے۔ کیونکہ سائنسی تحقیقات جو خالص علمی رُخ کی ہوں وہ قرآن حکیم کی مؤید و مصدق ہیں۔ اور جھگڑا جو کچھ بھی ہے وہ دین اور لا دینیت کے درمیان ہے۔ بالفاظ دیگر قرآن اور کائناتی حقائق ـــ کے درمیان کوئی تعارض و تضاد نہیں بلکہ کائناتی حقائق کی مادہ پرستانہ نقطۂ نظر سے تشریح و تفہیم ضرور قابل اعتراض ہے جو اصل حقائق سے انحراف ہے۔ بہر حال سائنسی تحقیقات کے ذریعہ قرآنی بیانات اور اس کے دعووں پر کوئی آنچ نہیں آتی، بلکہ اس کا چہرہ مزید روشن ہو جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ایک عجیب و غریب منصوبہ بندی ہے۔ گویا کہ انسان خود اپنی ہی تحقیق کے ذریعہ شرعی اصولوں کی تصدیق کرتا ہے، تاکہ اس کی اپنی تحقیق خود اپنے آپ پر حجت ثابت ہو سکے۔ اسی لیے ارشاد باری ہے۔

سَنُرِيهِم .... ہم ان منکرین کو عنقریب اپنی نشانیاں دکھا دیں گے ان کے چاروں طرف اور خود ان کی اپنی ہستیوں (ان کے جسمانی نظاموں) میں بھی تا آنکہ یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے

کہ یہ کلام برحق ہے (حم سجدہ : ۵۳)

مطالعہ فطرت کی اہمیت

خلاصہ بحث یہ کہ قرآنی نقطہ نظر سے مطالعہ فطرت (نیچر) کی بڑی اہمیت ہے، جو اس کے نظام دلائل سے تعلق رکھتا ہے۔ تاکہ قوانین فطرت کے ذریعہ توحید، رسالت اور یوم آخرت پر مؤثر انداز میں استدلال کیا جا سکے اور منکرین حق کو خدا کی پکڑ سے ڈرایا جا سکے۔ تاکہ وہ یا تو راہ راست پر آجائیں یا ان پر حجت پوری ہو جائے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ...... یہ تو ایک یاد دہانی اور واضح قرآن ہے تاکہ وہ ڈرائے اس شخص کو جو (ذہنی اعتبار سے) زندہ ہے اور منکرین پر بات پوری ہو جائے۔ (یٰسٓ : ۶۹-۷۰)

تَبٰرَكَ الَّذِیْ ...... بڑا ہی بابرکت ہے وہ جس نے فرقان (حق و باطل میں تمیز کرنے والا قرآن) نازل کیا تاکہ وہ سارے جہاں کو متنبہ کر سکے (فرقان : ۱)

وَاُوْحِیَ اِلَیَّ ...... کہہ دو کہ یہ قرآن میرے پاس بھیجا گیا ہے۔ تاکہ میں تم کو اس کے ذریعہ ڈراؤں اور اس کو بھی جس کے پاس یہ (مستقبل میں) پہنچے۔ (انعام : ۱۹)

اسی بنا پر فرمایا گیا ہے کہ قرآن مجید میں فکری و شرعی اعتبار سے ہر چیز کا تذکرہ صراحت کے ساتھ (اصولی انداز میں) موجود ہے جو حق اور باطل میں تمیز کرنے کے علاوہ مستقبل میں پیش آنے والی "علمی فتوحات" کے تعلق سے اہل اسلام کی بشارت کا باعث بن سکتے ہیں۔

وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ ...... (اے محمدؐ) ہم نے یہ کتاب آپ پر نازل کی ہے جو ہر چیز کی (بہت زیادہ) وضاحت کرنے والی ہے۔ اور یہ اہل اسلام کے لیے ہدایت و رحمت اور خوشخبری ہے۔ (نحل-۱۰۲)

اسی بنا پر ارشاد ہے کہ جو لوگ مطالعہ فطرت سے آنکھیں چراتے ہیں یا اس کائنات مادی میں جاری و ساری اسباق و بصائر (قوانین فطرت) کو خاطر میں نہ لا کر ان سے منہ موڑتے ہیں تو وہ قابل مذمت ہیں جو اپنی غفلت و لاپرواہی کے باعث خدائی پکڑ سے بچ نہیں سکیں گے۔

وَكَاَیِّنْ مِّنْ اٰیَةٍ ...... آسمانوں اور زمین میں کتنی ہی نشانیاں (علامات ربوبیت) ایسی ہیں جن پر سے یہ لوگ آنکھیں بند کر کے گزر جاتے ہیں۔ (یوسف : ۱۰۵)

اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ ...... کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ چیزوں پر نظر نہیں ڈالی؟ (ان کی اس غفلت و کوتاہی کی بنا پر) ہو سکتا ہے کہ ان کا مقررہ وقت قریب آگیا ہو، تو ایسے (حکیمانہ کلام) کے بعد آخر وہ کس چیز پر ایمان لائیں گے-؟

(اعراف : ۱۸۵)

قرآن کے نظامِ دلائل کو مدوّن کرنے کی ضرورت

مطالعۂ فطرت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ امام غزالیؒ کی تحقیق کے مطابق اس موضوع پر قرآن حکیم میں ۷۶۳ آیات موجود ہیں (جواہر القرآن ص۸۶) اور یہ قرآن کے علوم پنجگانہ میں سے ایک مستقل علم ہے۔ اس موقع پر یہ حقیقت بھی پیش نظر رہنی چاہیئے کہ قرآن حکیم میں آیت اور آیات کے الفاظ مختلف مقامات پر ۳۸۲ مرتبہ استعمال کیے گئے ہیں۔ اور ان میں سے اکثر مقامات وہ ہیں جہاں پر نظام کائنات کے مطالعہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے انسان کو مختلف پیرایوں میں اس پر ابھارا گیا ہے اور اس سلسلے میں علم، عقل، تفکّر، تفقہّ اور مشاہدہ تجسّس وغیرہ سے کام لینے کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔ اگر ان تمام آیات کو جمع کر کے انکی تشریح وتفسیر کی جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے

غرض قرآن حکیم کا نظام دلائل اصول فطرت کی مضبوط بنیادوں پر قائم ہے جو ہر دور کے انسان کو اپیل کرنے اور اسے متاثر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ موجودہ دور میں قرآن حکیم کے نظام دلائل کو مرتّب و مدوّن کر کے نوع انسانی کی صحیح رہنمائی کی جائے۔ یہ وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ تاکہ جدید انسان کو فکری گمراہیوں کے جال سے باہر نکالا جا سکے۔ اور یہ خدمت قرآن حکیم کی روشنی ہی میں انجام پا سکتی ہے۔

اسلام کا کمال اور علماء کا فریضہ

غرض اسلام ایک کامل دین اور کامل دستور زندگی ہے جو فطرت و شریعت میں کامل توافق وہم آہنگی دکھا کر یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی سرچشمہ سے صادر ہوئے ہیں اور اسی لیے یہ دونوں ایک دوسرے کی تصدیق وتائید کرتے ہیں۔ لہٰذا ان دونوں کے صحیح تعامل و توازن ہی کے باعث کوئی بھی معاشرہ ترقی کر سکتا ہے۔ مگر کلیسا (چرچ) نے ان دونوں میں تفریق کر کے انسانی معاشرہ کو بہت نقصان پہنچایا اور نوع انسانی کو الحاد و مادیت کی گود میں ڈال دیا۔ لہٰذا اس قسم کی سنگین غلطی کا ارتکاب پھر دوبارہ نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ فطرت و شریعت میں پھر سے تال میل پیدا کر کے نوع انسانی کی صحیح رہنمائی کرنی چاہیئے۔ اور یہ عظیم ترین خدمت قرآن حکیم کی روشنی میں علمائے اسلام ہی انجام دے سکتے ہیں۔ لہٰذا علماء کے لیے ضروری ہے کہ وہ فطرت اور مظاہر فطرت کا صحیح نقطۂ نظر سے مطالعہ کر کے ان دونوں میں تطبیق دیں اور عالم انسانی کو گمراہی کے غار سے باہر نکالیں۔ ورنہ الحاد و مادیت کا اژدھا جو منہ پھاڑے عالم انسانی کو نگلنے کے لیے تیار کھڑا ہے وہ اسے پوری طرح ہڑپ کر جائے گا اور پھر اس کے بعد انسانیت کی لاش پر آنسو بہانے والا بھی کوئی نظر نہیں آئے گا۔ لہٰذا علماء کو غفلت کی نیند سے جاگنا اور کچھ کر دکھانے کے لیے تیار ہو جانا چاہیئے۔